**نیل زہرا**

**شیراز فضل داد**

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

# آفتاب اقبال شمیم کی نظم میں سامراجیت اور ردِ سامراجیت کا تصور

In his poetry Aftab Iqbal Shamim raises the disastroustreatment of Super powers against the down trodden human societies in different countries of the world. He reveals the methods of "Imperialism" used by the powerful countries to bring the poor nations under control and loot their natural resources. Resultly, the poor remain compelled to work for overt/covert interests of their political masters .

He urges progress in education and technology terming it as vital to change fate of the nation. In this regard thoughts of the poet are found similar as of Allama Iqbal, the national poet of Pakistan. He is hopeful that the nation can bring it's status at-par to the developed countries if it's people work for the cause of national interest. They must know and utilize their own resources and capabilities instead of looking toward IMF and World Bank - like institutions for financial aids.

اُردو ادب میں شاعری کی صنف کو تقویت و مقبولیت حاصل ہے۔ شاعری میں مختلف اصناف جیسے قصیدہ، مثنوی، شہر آشوب، مرثیہ، غزل اور نظم پروان چڑھتی رہی ہیں۔ شعر و شاعری کی بنیاد تخیل پر ہوتی ہے، جتنا کسی کا تخیل اونچا ہوگا اتنی ہی اعلیٰ شاعری تخلیق ہوگی۔ اصنافِ شاعری میں سب سے زیادہ مقبولیت غزل اور نظم کو حاصل ہے۔ نظم شاعری کی ایک ایسی قسم ہے جو کسی ایک عنوان یا کسی مخصوص موضوع پر لکھی جاتی ہے۔ نظم کی خاص صفت یہ ہوتی ہے کہ اس میں ہئیت کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ یہ بحر اور قافیہ کی پابند بھی ہوتی ہے اور ان سے قیود سے آزاد بھی۔۔۔۔ نظم کا شجرہ تقسیم ہو کر مختلف صورتیں پیدا کرتا ہے۔ مسدس، مخمس، مثنوی، قصیدہ، رباعی، قطعہ، ترکیبِ بند، ترجیع بند، نظم معرا، نظم آزاد، سانیٹ نظم ہی کی مختلف شکلیں ہیں۔ بنیادی طور پر نظم کی چار اقسام ہیں، جن میں پابند نظم، معریٰ نظم، نثری نظم اور آزاد نظم شامل ہیں۔

آزاد نظم کے شعرا نے اردو شاعری کا دامن اپنے پختہ تخیل اور تجربات و مشاہدات سے تشبیہہ، استعارہ، تلمیح، علامت، اساطیر اور تراکیب کے بر محل استعمال سے سمیٹنے کی کوشش کی ہے، جبکہ نظم وہ سمندر ہے جو گہرا اور وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ آزاد نظم جدید دور کے شاعر کی محبوب ترین نظمیہ قسم ہے جس میں وہ جدید موضوعات کو حال، ماضی اور مستقبل کی حسیت کے مطابق تخیل و مشاہدے کی کارفرمائی سے گزارتا ہے۔ جدید نظم کے شعرا میں علامہ اقبال، فیض احمد فیض، ن م۔ راشد، میرا جی، انیس ناگی، جیلانی کامران، افتخار جالب، زاہد ڈار، کشور ناہید، سلیم الرحمٰن، اطہر عباس، عبدالرشید، بلراج کومل، احمد شمیم اور آفتاب اقبال شمیم بڑے شعرا کہلاتے ہیں۔ آفتاب اقبال شمیم جدید اردو نظم کے شعرا میں نباض کی حیثیت سے جانے اور مانے جاتے ہیں۔ بقول سعید احمد:

"میری رائے میں اس عظیم شاعر کا نام آزاد نظم کے صفِ اول کے دو تین ناموں کے ساتھ درج کر چکا ہے"۔ [۱]

آفتاب اقبال شمیم کے تخیل اور ان کے تجربات و مشاہدات کا اندازہ ان کی نظموں کے مطلع سے لگایا جاسکتا ہے کہ کیسے موضوعات کو نظم کی صورت پیش کیا ہے۔ آفتاب اقبال شمیم چوں کہ عصر و اعصار کا گہرا درک رکھتے ہیں اس لیے ان کے موضوعات بھی نہایت عمیق ہیں، جن میں سے ایک "سامراجیت" (Imperialism) ہے۔ سامراجیت ادبی اصطلاح ہے۔ جس میں جدید دُنیا کے رویوں اور رجحانات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور ناقدین اسے "نوآبادیاتی نظام" ہی کی بدلتی ہوئی شکل قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ عصرِ حاضر کے منظر نامے بظاہر "نوآبادتی نظام" نہیں آتا مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ نظام وہی ہے صرف آقاؤں کی دُنیا کا عنوان بدلا ہے۔ اردو لغت کے مطابق سامراجیت:

"وہ نظامِ حکومت جو نوآبادیات پر اپنا تسلط برقرار رکھنے کے لیے قائم کیا جائے، ملوکیت کا نظام، شہنشاہیت کی حاکمیت"۔ [۲]

سامراجیت چونکہ ثقافت اور تہذیب کے رجحان کو متاثر کرتی ہے۔ اس ضمن میں کتاب، ثقافت اور سامراج (Culture and Imperialism) میں ایڈورڈ سعید رقم کرتے ہیں کہ:

"تمام ثقافتوں میں غیر ملکی ثقافتوں کی نمائندگی کا رجحان موجود ہوتا ہے اور ان میں کسی نہ کسی حد تک یہ اہلیت موجود ہوتی ہے کہ وہ ان غیر ملکی ثقافتوں پر اختیار حاصل کر سکتیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ جدید مغربی ثقافتوں کا ہی طرہ امتیاز ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مغربی علم اور غیر یورپی دنیا کے بارے میں ان کے بیانات کا مطالعہ کیا جائے"۔ [۳]

عالمی سامراج نے دنیا کے اِنسانوں کو تقسیم کر کے رنگ و نسل، مذہب اور فرِقہ، زبان و لِسان کی بُنیاد پر سرحدیں قائم کر دی ہیں۔ عالمی سامراج کا گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا حیرت کی بات نہیں۔ عالمی سامراج جب ایک خطے پر تسلط جمانا چاہے تو وہ کچھ ایسے طرح رنگ بدلتا ہے کہ جیسے ویت نام، زمباوے، کوریا، افریقہ جیسے مُمالک پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اب وہ اپنے رُخ بدل رہا ہے۔ کریمیا کے مسئلے پر بھاگ کھڑا ہوا۔ شام سے دستبردار ہونا پڑا۔ یمن میں بھی شِکست خوردہ رہا۔ افغانستان اور عِراق سے بھی بھاگنے کے حیلے چیلے تراش رہا ہے۔ لبنان اور فلسطِین پر اپنا غلبہ پانے کی مُسلسل کوشِشوں میں ہے۔ آفتاب اقبال شمیم کی نظموں میں مُلکی اور بین الاقوامی منظر نامے پر "سامراجیت" (Imperialism) اور "ردِسامراجِیت" (Anti Imperialism) کے تصور کا مطالعہ کرتے ہیں کہ اس رویے سے خطہِ ارض پہ ہونے والے ظُلم و جبر اور اِستحصال کو نظمیہ بیانیے میں کیسے تصویر کشی کی گئی ہے۔

آفتاب اقبال شمیم کی نظم "بے زور آور" میں سامراجی بیانیے کی تشکیل نظر آتی ہے۔ وہ غریب مُمالک پر مغربی مُمالک کی طرف سے ہونے والی اِشتعال انگیز گولہ باری کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان کی گولہ باری سے معصوم اور نہتے شہریوں کی رہائش گاہیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ لوگ بے گھر ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی چیخ و پکار سے پُورے علاقے کی دیواریں لرز اُٹھتی ہیں۔ نئی پناہ گاہوں کے متلاشی معصوم شہری اپنے نا کردہ گناہوں کی سزا کاٹتے ہیں۔ شاعر کے مطابق ایک طرف سامراجی طاقتیں دوسرے (نادار) مُمالک پر ناجائز قبضے کو اپنا حق سمجھتی ہیں تو دوسری جانب غریب اور پسماندہ مُمالک اِس قبضے کے لیے سازگار حالات فراہم کرتے ہیں اور سامراجی قوتوں کی طرف سے عائد کردہ شرائط پر زندگی گزارنے پہ پابہ زنجیر ہوتے ہیں۔ سامراجی اقوام پر طنز کرتے ہوئے آفتاب اقبال شمیم تیسری دُنیا کے مُمالک کو بھی تنقید کی زد میں لاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شاعر ردِسامراجیت کے لیے پُر امید بھی ہیں کہ غریب مُمالک میں موجود خامیوں کا مداوا ضروری ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے اندر غور و فکر کی جو صلاحیتیں دم توڑ گئی ہیں، وقت کا تقاضا ہے کہ یہ پسماندہ ممالک سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں ترقی کریں۔ آباؤ و اجداد کے کارناموں کی طرف متوجہ کرواتے ہیں۔ عالمی سطح پر سوئی ہُوئی قوموں کے ضمیر کو جھنجھوڑتے ہیں کہ وہ کمتر نہیں بلکہ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اس گولہ باری سے ہونے والے ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے عہد کریں کہ وہ جئیں گے۔ نظم سے حوالہ :

اور کہتا ہے
سزا کا زہر امرت ہے
یہاں اپنی سرحدوں کے مُلک میں بھی دوسروں کا دخل
.بر حق ہے

یہاں جینے کییہ مشروط آزادی ہمارا خود نوشہ حکم ہے
جینے کے تدبر اور جذبے کا تقاضا ہے
کہ ہم اپنی نشیبوں سے بلندی کی طرف دیکھیں
جہاں کے اوج سے فتحیں
تمنا کی زباں میں ہم سے کہتی ہیں
ہم بونے نہیں ہیں دیوتا ہیں
جو نئی ساعت کی کالی ریل کے نیچے کٹے اعضا کو جمع کر کے
دوبارہ جنم لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
اس نوروز پر جینے کا پھر سے عہد کرتے ہیں (۴)

نظم " گرتے سُتون کا منظر " میں پاکستان کی تاریخ کے اہم سیاسی واقعے کے منظر نامے کو پیش کرتے ہیں۔ جو ہماری تاریخ کا ایک نا قابلِ فراموش تاریخی واقعہ ہے۔ ایسے سیاہ دن کی رُوداد کہ جس میں ذُوالفقار علی بھٹو کو تختۂِ دار پر لٹکا یا گیا۔ شاعر ذوالفقار علی بھٹو کو پاکستانی سیاست کا ایک اہم ستون سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے مختصر سے سیاسی عہد میں عالمی سطح پر مُلک کا وقار بلند کیا اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا آغاز کیا۔ ستتر (۷۷) ترقی پذیر مُمالک کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور مشترکہ مسائل کو ایک ہی پلیٹ فارم سے حل کرنے کی کوششوں کا انعقاد کیا۔ جس سے مغربی طاقتوں کے لیے خطرہ لاحق ہُوا۔ اس منظر نامے کو نظم میں یوں پیش کیا گیا ہے :

یہاں سے آگے نشیب ہے اور اس سے آگے
غُروب کی گھاٹیاں ہیں جن میں
لڑھک کے روپوش ہو گیا ہے
سوار دن کا
ذرا ذرا سے چراغ لے کر ہتھیلیوں پر
چلتے ہیں بالشتیے اندھیرے کے چوبداروں کے پیچھے پیچھے
قدم مِلاتے ہُوئے صدا پہ صدا لگاتے ہُوئے (۵)

"افریقہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگلے محاذ پر" آفتاب اقبال شمیم کی ایسی نظم ہے کہ جس میں اُنہوں نے افریقی عوام پر سامراجی طاقتوں کے ظلم و ستم کو پیش کیا ہے۔ یہ نظم افریقہ کی جنگِ آزادی پر لکھی گئی ہے۔

افریقہ قُدرتی وسائل سے مالا مال برِ اعظم ہے مگر، آج کی جدید دُنیا میں بھی اس کے زیادہ تر مُمالک ترقی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ماضی میں اِس کی کئی نسلیں اِنسانی لالچ، طاقت کے خُمار، قُدرتی وسائل پر قبضے اور نسل پرستی کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ طاقت اور معاشی کھینچاتانی میں افریقی آج بھی دُنیا میں اِنسانی حقوق کے علمبرداروں کے سایے میں اپنی رنگت اور نسل کی وجہ سے مسائل سے دوچار ہیں۔ ہر ممکن امتیازی سلوک کو سہنے کے باوجود ظالم کے سامنے کھڑے ہونے کی ہمت دِلاتے ہوئے آفتاب اقبال شمیم ایک اُمید اور رجائی فکر دیتے ہیں کہ مُستقبل میں ایسی عظیم افریقی نسل جنم لے گی کہ جو نجات دہندہ ہو گی اور سامراجی قوتوں کی جڑیں کاٹ ڈالے گی۔ آزادی ایک دن ان کا مقدر بنے گی۔ شاعر کے مطابق:

عنتر نے دھاوا بولا ہے
دیکھ! سُفید اِنسانیت کے خیموں پر
کچے سخت طنابُوں کے
جنگل کے محکُوم بدن پر ڈِھیلے پڑ جاتے ہیں

---

کل آزادی کی ہریالی پُھوٹے گی۔۔۔۔۔اور یہ بیلیں
پیڑوں کا رس پینے والی نیلی بیلیں
جڑ سے کاٹی جائیں گی (٦)

آفتاب اقبال شمیم کی نظم "اعلان نامہ بیرُوت" سامراجیت کے حوالے سے ایک اہم نظم ہے۔ جس میں اُنہوں نے استبدادی قوتوں کی تباہ کاریوں کو موضوع بنایا ہے۔ بیروت لبنان کا سابق تجارتی مرکز ہے۔ لبنان کی خانہ جنگی سے پہلے یہ شہر مشرقِ وسطیٰ کا پیرس شمار ہوتا تھا۔ لبنان کا تقریباً تمام علاقہ ساحلی ہے۔ پہلے پہل جہازرانی اِنہوں نے شروع کی۔ یہاں انبیاء ع مبعوث ہوئے۔ کئی تہذیبوں نے جنم لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔آج لبنان ایک ایسا ملک بن گیا ہے کہ جس میں مختلف نسلوں اور مذاہب کے لوگ دیکھے جا سکتے ہیں۔ اِسرائیل ہر دور میں لبنان کے اندرونی اور خارجی مُعاملات میں دخل اندازی کرتا رہا ہے۔ اِسرائیلی جنگی طیاروں کے حملوں نے بیروت کو تباہ و برباد کر دیا۔ بارُود کی بارش نے ہنستی بستی بستیاں اجاڑ دیں۔ آفتاب اقبال شمیم آزادی کے متوالوں سے مخاطب ہیں کہ مردِ مجاہد کی شہادت کے بعد کوئی اور مردِ مجاہد مورچہ سنبھالے گا۔ اس ساری صورتِ حال کے باوجود شاعر اقبال کے تصورِ اُمید و رجا کے قائل ہیں کہ زرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے

ساقی۔ لہُو میں نہائی نسل سے توقعات رکھتے ہیں کہ ایک دِن غُلامی کا سُورج ڈُوبے گا اور آزادی کا سورج طلوع ہوگا۔ بہار کا موسمِ آئے گا اور سامراجی طاقتوں کی خُونریزی اپنے انجام کو پہنچے گی۔ نظم سے حوالہ :

زمیں سے زمیں تک
نئی، ایک ہی مُملکت کے اُبھرنے کا پیغام دے
جس کے خورشیدِ فردا نُما بُرج پر
وہ لہُو میں نہائی ہوئی نسل کے
خوابِ فردا کی پرچم کُشائی کرے جس میں بے خانماں، ہجرتوں کے سفر میں
بھٹکتے ہوئے قافلوں کو
اِرادے کی آزادیاں پیش کرنے کی تقریب پر
ہر کفِ شاخ کو
دستِ موسم
گُلوں سے حنائی کرے (۷)

آفتاب اقبال شمیم اپنی نظم "نہیں اور ہاں سے آگے" کے دُوسرے حصے "دُھوپ کا پھٹا ہُوا بادبان" میں عالمی سطح پر سامراجی قوتوں کے پھیلائے ہُوئے جال کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ تاریخ کی بھیانک حقیقتیں عہدِ جدید کی سچائیاں ہیں۔ تیسری دُنیا کے دیگر مُمالک کی طرح فلسطین کو بھی امریکی اور اسرائیلی جارحیت کا سامنا ہے۔ فلسطین کے بیشتر حصے پر ۱۹۴۸ء کے بعد اسرائیلی رِیاست قائم کی گئی۔ اس کا دارالحکومت "بیت المقدس" تھا، جس پر ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے قبضہ کر لیا۔ بیت المقدس کو اسرائیلی "یروشلم" کہتے ہیں اور یہ شہر یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں تینوں کے نزدیک مقامِ تقدیس و طہارت ہے۔ مسلمانوں کا قِبلہ اول یہیں ہے۔ تاریخ کے بادشاہوں نے زمین کے خُشک خِطوں میں اپنے چرواہے اِنسانی ریوڑ چرانے کے لیے مقرر کر رکھے ہیں۔ اِنسانیت کی محکُومی اور اِس کے نام نِہاد خیر خواہوں کی بقا کے لیے سامراج ایٹمی آگ لگانے پر دسترس رکھتا ہے اور آزادی کی تحریکوں کو تقسیم کرکے بے آسرا کر دیتا ہے۔ ان حالات کو بیان کرنے کے لیے شاعر طنز کو ایک مؤثر حربے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اسرائیل نے فلسطین کو ایک قتل گاہ میں تبدیل کر دیا ہے جہاں آئے روز معصُوم اور نہتے فلسطینیوں کے لہُو کی ندیاں بہائی جا رہی ہیں۔ نظم سے حوالہ :

فلسطیں کی نئی تعمیر کردہ قتل گاہوں تک
لکھی ہوں گی لہُو میں
سب کی شہ سُرخیاں

تیرے جریدے پر
کہ باطن ہے ہر لمحے کے باطن کا
ہمارے بادشاہوں نے
مقرر کر رکھے ہیں اپنے چرواہے(۸)

آفتاب اقبال شمیم کی نظم "رُوداد۔۔۔۔۔۔۔۔ایک جلسے کی" ماضی کے پاکستان میں امریکی سازش کی ایک رُوداد ہے۔ شاعر نے اس میں پاکستان کے ایک ناقابلِ فراموش واقعے کی منظر کشی کی ہے۔ ۱۶اکتوبر ۱۹۵۱ء کو وزیرِاعظم لیاقت علی خان کو راولپنڈی کے ایک جلسہِ عام میں خطاب کے دوران گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ اِن کی شہادت بے انجام افسانہ بن کر رہ گئی۔ پاکستان ابھی نیا نیا معرضِ وجود میں آیا تھا۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کے مسائل کا حل ایک صبر آزما مرحلہ تھا۔ مغربی سامراجی قوتوں اور ہندوستان سے الگ ریاست کا قیام برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہندوستان اور امریکہ نے پاکستان کو سیاسی منظر نامے پر غیر مُستحکم کرنا چاہا۔ اِس حوالے سے ظفر سید اپنے ایک مضمون "کیا لیاقت علی خان کو امریکہ نے قتل کروایا؟" میں رقم طراز ہیں کہ:

"لیاقت علی خان نے چند ماہ قبل ہی بھارت کو مکہ دکھایا تھا اور وہ کشمیر پر حملہ کرنا چاہتے تھے اس لیے بھارت نے انہیں راستے سے ہٹا کر پاکستان میں اِنتشار پیدا کر دیا"۔ (۹)

اِس رُوداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد بھی سامراجی آقاؤں نے پاکستان کے کسی بھی معاملے میں دخل اندازی کو ترک نہیں کیا خواہ وہ سیاسی ہو، معاشی/اقتصادی، معاشرتی/سماجی، ثقافتی، تعلیمی ہو یا مذہبی معاملہ۔ آفتاب اقبال شمیم اس دُکھ بھرے واقعے کو یوں نظم کرتے ہیں:

نامولود زمانے کا
ہال بھرا تھا غیب کے سُننے والوں سے
شام کو ہونے والی اس تقریبِ رونُمائی میں
ہم نے بھی مضمون پڑھا
اس صدیوں پر
جو ندی کے گھاٹ پہ بیٹھے
بہتی ریت سے ذرہ ذرہ
سونا چُنتی رہتی ہیں
ویسے تو

ہم نے اس مضمون کے اندر
معنی کے معنی ڈھونڈے تھے (۱۰)

آفتاب اقبال شمیم اپنی نظم "رہٹ چلتا ہے" میں تیسری دنیا پر سامراجی طاقتوں کے فضائی حملوں کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں۔ تیسری دُنیا میں وہ مُمالک شامل ہیں جو غریب، پسماندہ، مفلوک الحال اور ترقی پذیر ہیں۔ تیسری دنیا کے معاشی حالات خراب ہونے میں مغربی ممالک کی مداخلت کا بھی دخل ہے۔ ان پسماندہ ممالک کو آئی۔ایم۔ایف (IMF) نے بُری طرح قرضوں میں جکڑ رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ممالک غُلامی اور مقہوری کی زندگی پر مجبور ہیں۔ نظم میں شاعر اچانک فضائی حملوں سے پیدا ہونے والی صورتِ حال کو پیش کرتے ہیں۔ ہر طرف افراتفری کے سایے منڈلانے لگتے ہیں۔ نظم میں اس احوال کی منظر کشی کچھ یوں کی گئی ہے:

یاد ہے، ہاں مجھے یاد ہے
ڈار کوؤں کی آکر فضا میں معلق ہوئی۔۔۔۔آن کی آن میں
ایک ٹھٹھری ہوئی چیخ رستوں کی رونق مٹانے لگی
چار سُو خوف کے گوکھرو اُگانے لگی
آرہے ہیں رتھوں سے بندھے اور گھسٹتے ہوئے
چیتھڑا بستیوں کے بدن
اور میں اپنے بچوں کو لے کر قدم بے قدم بھاگتی ہی گئی (۱۱)

"نیوکلئیر ہولوکاسٹ سے پہلے" میں ماضی شاعر کے بھیانک واقعے کا تعلق حال کے جدید توانائی کے پروگرام سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ انسانی تاریخ کا ایسا لرزہ خیز واقع ہے جو آج بھی انسان کو لرزا دیتا ہے۔ "آگ سے قربانی" کے اس واقعے میں نازی حکومت نے بڑی بے دردی سے یہودیوں کا قتل کیا۔ ماضی کے اس دردناک واقعے سے آج کے انسان نے کچھ نہیں سیکھا اور نیوکلئیر ہتھیاروں کی ایجاد اور استعمال میں دوڑ لگائی ہوئی ہے۔ امریکہ نیوکیئر ہتھیاروں کی ایجاد اور خرید وفروخت کی دوڑ میں سب سے آگے ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ انسانی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے۔ جہاں بھی دُنیا بھر میں ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال ہوا وہاں کی زمین بنجر ہو گئی۔ انسانی بصیرت کا تقاضا یہ ہے کہ جوہری توانائی کو انسانی فائدے کے لیے استعمال کیا جائے۔ نظم سے اقتباس:

زمیں کی مٹی ظریف لہجے میں سوچتی ہے
یہ میرا گاگر سا آدمی کس طرف رواں ہے
تو کیا یہ خُود کو جلا کے

اپنے وجود کی مُشت بھر سیاہی سے میرا چہرا
بگاڑے دے گا؟
یہ بے نگاہی نہیں تو کیا ہے (۱۲)

نظم "۲۰۰۸ء کا سال" آفتاب اقبال شمیم نے پاکستانی شاعر احمد فراز اور محمود درویش فلسطین کے قومی اور مشرقِ وسطیٰ کے مشہور شاعر مانے جاتے ہیں۔ فلسطین انہوں نے اپنی شاعری میں مسئلہِ فلسطین کو اُجاگر کیا۔ آزادی اور شناخت کے لیے فلسطین کا ضمیر بن کے ابھرے۔ احمد فراز نے بھی محمود درویش کی طرح مزاحمتی شاعری میں ظلم کے خلاف احتجاج کیا اور حق کی خاطر جلاوطنی کو خوش آمدید کہا۔ سامراج کے خلاف مذمت ان دونوں شعرا کا ہدف تھا۔ تیسری دُنیا کے ممالک ان سامراجی قوتوں سے آزادی حاصل کریں یہی ان کا مقصد تھا۔ نظم میں شاعر کچھیوں راقم الحروف بنتے ہیں:

دوہزار آٹھ کا سال
ہم سے محبت کے اس خواب گرکے
بچھڑنے کی تاریخ کا سال ہے

---

اس میں احمد فراز ایک خوابِ مسلسل کی
تعبیر کی خواب میں سو رہا ہے

---

یہ زور زور کے دیوتا
جن کے ہر مُلک میں نامزد کاہنوں اور تُجار کا
حکم چلتا ہے (۱۳)

آفتاب اقبال شمیم نے اپنی نظموں میں سامراجیت کو گہرے انداز میں مُختلف لہجُوں کے ساتھ کبھی کُھلے طنز تو کبھی کڑی تنقید کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ گزشتہ سے رفتہ اور آئندہ کے لیے اُمید کی صورت میں ردِ سامراجیت کی طرف یوں متوجہ کرتے ہیں کہ سامراج کے سامنے چینیوں کی طرح مسلمان ممالک بھی فرد اشزاد بن جائیں۔ ظُلم و جبر سے بے زاری، مزاحمت، احتجاج اور آوازِ حق بلند کر کے آزادی اور ترقی کی منازل طے کرنے پر زور ایک مصحح آفتاب اقبال شمیم کی نظموں میں جابجا نظر آتا ہے۔ جو اس سب کو ممکن بنانے کے لیے چینی قوم کو مثالی نمونے کے طور پر پہچنواتے ہیں اور وعظ و نصیحت کرتے ہیں کہ ان کی طرح محنت کریں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے کمالات کو عقلیت پسندی کی صورت خوش آمدید کہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ:

"میں سمجھتا ہُوں کہ اس جبریت کا ایک ہی علاج ہے کہ ہم خود اُس عقلیت پسندی کے دور میں داخِل ہوں اور اُس مقام تک پہنچنے کی کوشش کریں، جہاں مغربی اقوام پہلے سے پہنچ چکی ہیں، جیسے چینی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے"۔ (۱۴)

## حوالہ جات

۱۔ آفتاب اقبال شمیم۔ نادر یافتہ: کُلیات، سعید احمد (مُرتب)، (اسلام آباد: پُورب اکادمی ۲۰۱۶ء)، ص ۱۲۔

۲۔ اُردو لغت۔ سامراج۔ http://urdulughat.info/words/3876

۳۔ ایڈورڈ سعید، Culture and Imperialism، (نیو یارک، نوف، ۱۹۹۳ء)، ص ۱۰۰۔

۴۔ آفتاب اقبال شمیم۔ نادر یافتہ: کُلیات، سعید احمد (مرتب)، (اسلام آباد: پُرب اکادمی ۲۰۱۶ء)، ص ۳۳

۵۔ ایضاً، ص ۳۴

۶۔ ایضاً، ص ۱۰۱

۷۔ ایضاً، ص ۱۱۴

۸۔ ایضاً، ص ۱۲۷

۹۔ ایضاً، ص ۲۵۱

۱۰۔ https/:www.independenturdu.com/node/18916 میگزین/تاریخ/کیا۔
لیاقت۔ علی۔ خان۔ کو۔ امریکہ۔ نے۔ قتل۔ کروایا؟

۱۱۔ آفتاب اقبال شمیم۔ نادر یافتہ: کُلیات، سعید احمد (مرتب)، ص ۴۰۶۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۶۰۵۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۶۶۳۔

۱۴۔ سہ ماہی ادبیات۔ اکادمی ادبیات۔ اسلام آباد: پاکستان، ۲۰۱۳ء، ص ۳۷۳۔

## کتابیات

آغا، وزیر۔ اُردو شاعری کا مزاج۔ لاہور: مجلس ترقی ادب اردو، ۱۹۷۴ء۔

ایوبی، منظر۔ اُردو شاعری میں نئے موضوعات کی تلاش۔ پاکستان: انجمن ترقی اُردو، ۲۰۱۰ء۔

سعید، ایڈورڈ۔ Culture and Imperialism۔ نیو یارک: نوف، ۱۹۹۳ء۔

سہ ماہی، ادبیات۔ اکادمی ادبیات۔ اسلام آباد: پاکستان، ۲۰۱۳ء۔

شاکر، امجد علی۔ اُردو ادب تاریخ و تنقید۔ لاہور: عزیز پبلیشرز، ۱۹۹۲ء۔

شمیم، آفتاب اقبال۔ نادر یافتہ (کُلیات)۔ سعید احمد (مرتب)۔ اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۱۶ء۔

شمیم، آفتاب اقبال۔ فردا نژاد۔ اسلام آباد: ثبات پبلی کیشنز، ۱۹۸۵ء۔
شمیم، آفتاب اقبال۔ زید سے مکالمہ۔ اسلام آباد: ثبات پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء۔
شمیم، آفتاب اقبال۔ میں نظم لکھتا ہوں۔ اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۰۹ء۔
شمیم، آفتاب اقبال۔ گم سمندر۔ اسلام آباد: ثبات پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء۔
علی، احتشام۔ جدید اُردو نظم میں عصری حسیت۔ لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء۔
http://urdulughat.info/words/3876سامراج۔
https://www.independurdu.com/node/18916/میگزین/تاریخ/کیا۔
لیاقت۔ علی۔ خان۔ کو۔ امریکہ۔ نے۔ قتل۔ کروایا؟